مدینۃ المسیح

(۱)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ خدا کے فضل سے بعافیت ہیں۔ حضور نے ۹۔ دسمبر کو اپنی دو رویا ء بیان فرمائیں ۔ جو کہ دوسری جگہ اخبار میں درج کی گئی ہیں۔ بہت خوف کا مقام ہے خداتعالیٰ جماعت احمدیہ کو اپنے فضل سے ہر ایک قسم کے ابتلاؤں سے بچائے ۔

سالانہ جلسہ کے لئے جیسا کہ اعلان ہوچکا ہے ۲۶ تا ۲۹ چار دن مقرر ہوئے ہیں۔ لیکن ۲۵ تاریخ کو جمعہ ہے ۔ احباب کو خطبہ جمعہ سننے کے لئے ضرور اس تاریخ کو یہاں پہنچ جانا چاہیئے ۔ جلسہ پر نظمیں پڑھنے والے احباب کی خدمت میں مکرر عرض ہے کہ وہ اپنی نظم کی نقل پیشتر جناب مولوی شیر علی صاحب کی خدمت میں ارسال فرمادیں تاکہ پروگرام میں ہر ایک کے لئے مناسب وقت مقرر ہو سکے اور بعد میں کسی کو شکایت نہ رہے ۔

تازہ خبریں

جام صاحب نوانگر کا تقرر۔ لنڈن ۸۔ دسمبر۔ جام صاحب والی نوانگر فوج میں آنریری میجر کے عہدہ پر ممتاز ہوئے ہیں ۔

ریمز پر ہوائی گولے ۔ لنڈن ۸۔ دسمبر۔ کچھ اتحادیوں نے لاباسی اور ورمیلز کے درمیان نیز ارگون کے علاقہ میں کسی قدر ترقی کی۔ جرمن ہوا بازوں نے ریمز پر ہوائی گولے پھینکے ۔

جرمن پسپا ۔ پیرس ۔ ۹۔ دسمبر۔ جرمنوں نے ویرڈن کے جنوب میں مقام سینٹ الوئی پر شدید حملہ کیا مگر ہم نے اسے پسپا کر دیا۔ ارگون کے علاقہ میں ہنوز پر زور جد و جہد جاری ہے ۔

متحدہ بیڑے کی گولہ باری ۔ لنڈن ۹۔ دسمبر۔ متحدہ بیڑے کے جہازوں نے پیر کے روز پھر ساحل بلجیم پر گولہ باری شروع کی ۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ متحدہ سپاہ کو مقام نائیکس ویرے او سٹنڈ کی طرف پیشقدمی کرنے میں سمندر کی طرف سے مدد دی جائے ۔

امریکہ چوکس ہے ۔ واشنگٹن ۸۔ دسمبر۔ پریزیڈنٹ ولسن نے اپنا ایڈریس پڑھتے ہوئے بعض معترضین کی اس نکتہ چینی کا کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ جنگ کے لئے تیار نہیں ہے ۔ زوردار الفاظ میں جواب دیا۔ اخیر میں امید ظاہر کی کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کو متخاصمین میں امن و مصالحت کرانے کا ایسا موقعہ ہاتھ آجائے جو کسی دوسری سلطنت کو بمشکل ہاتھ آسکتا ہے ۔

باغیوں کا سرغنہ۔ لنڈن ۹۔ دسمبر۔ ٹرنسوالی باغیوں کے لیڈر جنرل بیرز کا انتقال ہوگیا ہے ۔

سپاہیوں کے لئے تحائف ۔ ساحل طلا (مغربی افریقہ) کی کونسل نے مقبوضہ ٹوگولینڈ کے متعلقہ مصارف یعنی قریباً ۶۰ ہزار پونڈ ادا کرنے کی آمادگی ظاہر کی ہے ۔ اور اس کے علاوہ ۱۹۱۵ء اپیریل جنگی مصارف کے لئے ۸۰ ہزار پونڈ کی مزید رقم منظور کی ہے ۔ برٹش گائنا نے ایک ہزار من شکر کے علاوہ امپیریل گورنمنٹ کو ہندوستانی سپاہ کے لئے ۵ لاکھ پونڈ چاول دینے کا وعدہ کیا ہے ۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

جنگ یوروپ

روسیوں کی جارحانہ روش۔ لنڈن ۹ دسمبر۔ جو لڑائی پرزسل اور زیجانووا میں اور وارسا اور علاوہ کے درمیان زور پکڑ گئی تھی ۔ وہ ابھی ختم نہیں ہوئی۔ پیاٹرکو کے علاقہ میں بھی لڑائی ہوئی ہے۔ جہاں ہمیں کچھ کامیابی ہوئی جو لڑائی ۵ دسمبر کو ویلنار اور ریلیوے درجوتی کے درمیان کراکو کے جنوبی مشرقی جانب شروع ہوئی تھی۔ اس کی صورت ہمارے حق میں نظر آتی ہے ہماری کمک نے شجاعت کے ساتھ نووی سنڈک کے نزدیک اپنا راستہ نکالا اور جرمن فوج کے میمنہ کو جو ہماری فوج کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ سخت شکست دی۔ ہم نے توپیں اور قیدی گرفتار کئے۔ ہماری جارحانہ روش کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

جرمن فوج کو کمک۔ لنڈن ۸ دسمبر۔ جرمن عظیم کمک میدان جنگ میں لائے ہیں۔ جو جیشوں اور رسالے کے ۵ ڈویژنوں پر مشتمل ہے۔ اور جس کا کچھ حصہ مغربی رزمگاہ سے لایا گیا ہے۔

سرویا کی کامیابی۔ لنڈن ۹ دسمبر۔ سرویا کی فوج نے کل محاذ پر نہایت جوش کے ساتھ جارحانہ روش اختیار کی۔ دشمن ہر جگہ پسپا ہو رہا ہے۔ اور اپنے بہت سے قیدی توپیں اور سامان حرب کی ایک کثیر مقدار چھوڑ گیا ہے۔ ایک مقام پر ہم نے دو ہزار آدمی اور جھنڈے اور بائیسویں رجمنٹ کے باجہ بجانے والے گرفتار کئے۔

برطانوی جہاز خشکی پر۔ لنڈن ۸ دسمبر۔ برطانیہ کا ویڈرا نامی تیل کا جہاز خلیج ٹوڈ کی بندرگاہ کے قریب طوفان میں خشکی پر چڑھ گیا۔ تجارتی مال کو آگ لگ گئی۔ اور عملے کے ۴۳ آدمی جل مرے۔

ہوائی پیغام رسانی کا سٹیشن۔ بوگوٹا ۸ دسمبر۔ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے۔ کہ اعلیٰ طاقت کا ہوائی پیغام رسانی کا سٹیشن جو کارٹیجنا میں قائم ہے۔ اُسے وہاں سے ہٹا دیا جائے۔ (بوگوٹا اور کارٹیجنا کولمبیا واقع جنوبی امریکہ کے دو شہر ہیں۔ آخر الذکر اس کے شمالی ساحل پر ایک مشہور بندرگاہ ہے)

جاپان کے سیاسی تعلقات۔ (ٹوکیو ۸ دسمبر) بیرن کیٹو نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کیاچاؤ کے متعلق چین کے ساتھ آزادانہ طور پر تبادلہ خیالات کیا گیا تھا۔ کیاچاؤ سے سینان تک تمام ریلوے لائین پر جاپان کی نگرانی رہے گی۔

تانبہ کلیۃً ختم۔ کولمبو ۸ دسمبر۔ جرمنی میں تانبہ کا ذخیرہ ختم ہو رہا ہے۔ اور اس لئے وہ اسے روئی کے گٹھوں میں ناجائز طور پر چھپا کر لانے کی کوشش کر رہا ہے

سرائے اور بسچکالا پر روسی قبضہ۔ لنڈن ۸ دسمبر پیٹروگراڈ۔ آرمینیا میں سرائے اور بسچکالا پر روسی قابض ہو گئے۔ روسیوں کے لئے وان کی طرف ہموار راستہ کھل گیا ہے۔ اس قبضہ سے روسیوں کو آرمینیا کا ایک سرسبز و شاداب حصہ مل گیا ہے۔

ملک معظم کی سیاحت فرانس۔ لنڈن ۷ دسمبر۔ ہز میجسٹی نے ایک ہفتہ تک نہایت محنت اور توجہ سے کام لیا۔ اور مختلف فوجی جیشوں کے ہیڈکوارٹر معائنہ فرمانے کے علاوہ فوجی دستوں کو مخاطب کر کے تقریریں فرمائیں تمغے تقسیم کئے۔ اور فوج کی موجودہ حالت میں ہر قسم کے انتظام کو بغور ملاحظہ فرمایا۔

ملک معظم نے ایک شاہی فرمان صادر فرمایا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ مجھے اپنی سپاہ کو میدان جنگ میں دیکھنے سے مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اور جس قسم کی زندگی تم بسر کر رہے ہو۔ اس کا مجھے کسی قدر تجربہ حاصل ہوا ہے۔ کاش کہ میں تم سب کے سامنے تقریر کر سکتا۔ اور جس شاندار طریق سے تم نے ایک طاقتور اور بے رحم دشمن کا مقابلہ کیا ہے۔ اور اب تک کر رہے ہو اس کے متعلق مجھے تمہارے سامنے اظہار پسندیدگی کا موقعہ ملتا آئین و قواعد کی پابندی اور مردانگی اور استقلال کے اظہار سے تم نے برطانوی سپاہ کی روایات کو قائم رکھا ہے۔ اور اس کے کارناموں کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ تمہاری سپاہیانہ تندرست اور ہشاش بشاش صورتوں کا مجھ پر خاص طور سے اثر پڑا ہے۔ میں تمہاری تکالیف تمہارے خطرات یا تمہاری کامیابیوں میں عملی طور پر شریک نہیں ہو سکتا۔ مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجھے اور تمہارے ابنائے وطن کو تمہاری ذات پر نہایت فخر اور اعتماد ہے۔ اور ہم ہر روز اپنے تصور میں تمہاری یقینی کامیابی کی راہ دیکھتے رہتے ہیں۔

بغاوت فرو۔ جنرل بوتھا اطلاع دیتا ہے۔ کہ باغیوں کے حوصلے ٹوٹ گئے ہیں۔ اور اورنج کالونی میں بغاوت فرو ہو گئی ہے

برطانیہ کی تجارت۔ لنڈن ۷ دسمبر۔ ماہ نومبر کے اندر برطانیہ کی تجارت درآمد میں ۰۰۰۰۸۴۴۲۱ پونڈ اور برآمد میں ۵۶۹۴۱۵۰۲ پونڈ کی کمی رہی ہے۔ درآمد کی اشیاء خورد و نوش اور تمباکو میں ۵۵ لاکھ پونڈ کا اضافہ ہوا۔ اور کپاس میں ۹۰ لاکھ اور اون میں ۷ لاکھ ۴۷ ہزار پونڈ کی کمی واقع ہوئی۔ برآمد کی اشیاء میں غلہ اور آٹے میں ۸۱۳۹۱ پونڈ کا اضافہ ہوا۔ مگر سوت کی ساختہ اشیاء میں ۹۴ لاکھ ۲ ہزار اور اون میں ۵۸۱۵۲۶۱ پونڈ کی کمی رہی۔

غلہ کی گرانی۔ لنڈن ۷ دسمبر۔ ہندوستان سے گیہوں کی برآمد بند ہو جانے کی وجہ سے یہاں گیہوں کا نرخ ایک شلنگ بڑھ گیا ہے۔

جدید چینی سفیر۔ لنڈن ۷ دسمبر۔ چین کا جدید سفیر آج یہاں پہنچ گیا ہے۔

ہندوستان

جدہ کی حالت۔ خبر آئی ہے۔ کہ جنگ چھڑنے سے دوسرے روز ترکوں نے برطانوی قونصل ڈاکٹر عبدالرحمٰن کو گرفتار کر لیا۔ مگر بعد میں رہا کر دیا۔ شہر میں دو سال کا سامان رسد جمع تھا۔ جو اب مکہ معظمہ کو روانہ کیا جا رہا ہے۔ ترکوں نے برطانوی مقبوضات کے حاجیوں سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔ اور ان کے جہاز کو بحفاظت رخصت کر دیا۔

والئے سرمور کی امداد۔ ہز ہائینس راجہ سرمور نے فوجی مہم کے استعمال کے لئے ۲۵ ہزار پونڈ چائے پیش کی جسے ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے شکریہ کے ساتھ وصول فرمایا۔

مہاراجہ سکم کا انتقال۔ مہاراجہ سکم جو ۱۱ فروری گذشتہ کو اپنے والد کی جگہ گدی نشین ہوئے۔ ۵ دسمبر کو انتقال کر گئے۔

سیلاب سے نقصان۔ جنوبی ہند میں کثرت باراں سے گذشتہ ہفتہ کے اندر سخت نقصان پہنچا۔

ولایتی ڈاک۔ پی اینڈ او کمپنی کا جہاز کیلیڈونیا ۲۱ نومبر کی ولایتی ڈاک لیکر جمعہ کے روز ۲ بجے بعد دوپہر بمبئی میں پہنچنے والا ہے۔

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۱۳ ؍ دسمبر ۱۹۱۴ء

"گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی"

مسلمانوں میں بھی بدقسمتی سے ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو بعض حریت پسندوں کے اتباع میں مساوات مساوات کے نعرہ لگاتا رہتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ اس لفظ کے کیا معنی ؟ کیونکہ ایک گروہ تو وہ ہے جو دنیا میں بادشاہوں کا محض اسی نقطہ خیال سے مخالف ہے کہ "مساوات" تمام ترقیوں کی جڑ ہے پس ایک ان میں سے دوسروں پر حاکم کیوں ہو۔ اسی طرح ایک اور گروہ ہے وہ یہ کہتا ہے کہ امیروں کا کوئی حق نہیں کہ انکے پاس ہی دولت رہے بلکہ غرباء بھی اس میں بحصہ مساوی شریک ہونے چاہئیں غرض اسی قسم کے لوگوں کی تقلید میں بعض نادان یہ ہانک لگانے کے عادی ہیں کہ دین اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ اس میں "مساوات" ہے اور سب کے حقوق برابر ہیں حالانکہ ایسا کہنے والے اگر اپنے گرد وپیش بلکہ اپنے گھر کے حالات دیکھیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم اپنے فعل سے اپنے قول کی تکذیب کر رہے ہیں در اصل اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگ انبیاء کے بھی منکر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر مشرکین عرب نبی کریم کی نبوت کے قائل نہ تھے کہ انہیں کیوں ہم پر برتری دی گئی تو اسوقت انکو انہی کا سلوک اپنے غلاموں سے یاد کرایا گیا اور فرمایا واللہ فضل بعضکم علیٰ بعض فی الرزق فما الذین فضلوا برادی رزقہم علیٰ ما ملکت ایمانہم فہم فیہ سواء افبنعمۃ اللہ یجحدون اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی۔ اور جن کو برتری دی گئی وہ اپنا مقسوم اپنے غلاموں کو بانٹ نہیں دیتے تو کیا یہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں اسی طرح ایک اور مقام پر لولا نزل ھٰذا القرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم کے جواب میں فرمایا اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینہم معیشتہم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضہم فوق بعض درجٰت لیتخذ بعضہم بعضاً سخریا ورحمۃ ربک خیر مما یجمعون ۔ کیا یہ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں ہم دنیا کی زندگی میں انکی روزی انکو دیتے ہیں اور بعض کے بعض پر ہم نے درجے بڑھائے ہیں تا کہ بعض بعض کو محکوم بنائیں اور تیرے رب کی رحمت اس سے جو یہ جمع کرتے ہیں بہت بہتر ہے۔ غرض اس قسم کے خیالات کے لوگوں کو اللہ نے انہی کا طرز عمل بتا کر نادم اور ساکت کیا ہے جب صورت معاملہ یہ ہے اور خدا کا فعل یہ شہادت دیتا ہے کہ آدمیوں میں مساوات نہیں تو دین فطرت میں مساوات کا حکم کس طرح ہو سکتا تھا جس کی بنا پر آجکل یہ افترا بھی کیا جاتا ہے کہ اسلام دنیا میں جمہوریت کی حکومتوں کو فروغ دینے آیا تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ مع اپنے اہل وعیال کے میدان کربلا میں جو شہید ہوئے تو صرف شخصی حکومت کو مٹانے کے لئے۔ اور جمہوریت کو فروغ دینے کے لئے بجائیکہ خود ان کے ابا جان بھی شخصی حکومت کے حامی تھے یہ سب خود تراشیدہ باتیں ہیں۔ اسلام نے ایک سردار کی ماتحتی میں ہی کو پسند کیا کہ شیرازہ قومی کو متحد رکھنے کے لئے اس سے بڑھکر کوئی طریق نہیں اور جب مسلمانوں نے اس طریق عمل کو چھوڑا نقصان اٹھایا مگر شخصی حکومت سے میری یہ مراد نہیں کہ کتاب وسنت کی کچھ پرواہ نہ کی جائے یا وہ حاکم رعایا کے اہل حل وعقد سے مشورہ نہ کرے بلکہ میں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان وعلی کے طرز حکومت کو پیش کرتا ہوں کہ یہ بزرگ اپنی مملکت کے واحد خودمختار حاکم تھے اور کتاب وسنت کے مطابق امور پیش آمدہ کا فیصلہ فرماتے اور جب ضرورت ہوتی مجلس شوریٰ کو طلب فرماتے مگر ضرور نہ تھا کہ وہ اس شوریٰ کی کثرت رائے کے پابند ہوں بعض اوقات ایسا ہوا کہ تقریباً تمام اہل شوریٰ ایک طرف ہیں اور خلیفہ قوم نے صرف ایک شخص کی رائے سے اتفاق کر لیا۔ پس مساوات کا بھوت جو بعض لوگوں کو چمٹ گیا ہے وہ انہیں آوارہ دشت ناکامی رکھیگا اسلام نے حفظ مراتب کا حکم دیا ہے اور بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے حتیٰ کہ نکاح کے معاملہ میں بھی کفو کا اعتبار ہے کفو سے میری مراد یہ ہے کہ جن حالات میں کسی لڑکی نے پرورش پائی ہے اسی کے مطابق اسکا رشتہ تلاش ہونا چاہیئے پیشے کا اثر اخلاق پر ضرور پڑتا ہے ایک قریشی ایک سید ایک مغل ایک پٹھان جو خاندانی لحاظ سے بعض فضائل اخلاق رکھتا ہے وہ ان ادنیٰ اقوام میں جنکا نام حضرت اقدس نے تریاق القلوب میں لکھا ہے بالضرور نہیں پائے جا سکتے یہ صحیح ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم مگر عند اللہ کے لفظ کا لحاظ ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اس سے پہلے وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ہے پس دنیٰ و اعلیٰ اقوام کو آپس میں گڈمڈ کر دینا اس حکمت الٰہی کو باطل کرنا ہے پھر تقوے کی تعریف بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے تقویٰ صرف یہی نہیں کہ ایک شخص لمبی لمبی نماز پڑھے اور بس۔ بلکہ ہر ایک قسم کے نیک اخلاق کو حاصل کرنیوالا چاہیئے بے شک یہ ممکن ہے کہ ایک سید یا قریشی فاسق فاجر ہو اور کسی ادنیٰ قوم کا شخص عابد زاہد اور اس صورت میں اس شخص کو ترجیح ہے جو ہے تو کسی اس قوم سے جسے اصطلاح عوام میں ادنیٰ کہتے ہیں مگر فضائل اعمال رکھتا ہے لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ نکاح میں "کفو" کا اعتبار نہیں حضرت اقدس مسیح موعود سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا نکاح کفو میں ہونا بہ نسبت غیر کفو کے بہتر اور عمدہ ہے نکاح میں اس بات کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اگر ایک باپ جس نے اپنی لڑکی کو دو سو روپے ماہوار کی آمد میں پردہ نشینی کے لوازمات کے ساتھ پرورش کی ہے ایک دس روپے ماہوار کی آمد والے لڑکے کو دیتا ہے جو کسی ایسی قوم سے ہے جسکا حال یہ ہے کہ مثلاً ان کی قوم میں پردہ کی رسم ہی نہیں یا کاروبار ایسے ہیں کہ اس میں عورتوں کو وہ کام کرنے پڑتے ہیں جو اس شریف گھرانے کی عورتیں کرنیکی عادی نہیں تو میرے خیال میں وہ ظلم کرتا ہے اور اپنی لڑکی کو رسول کریم کی ہدایات کے خلاف غیر کفو میں دینے سے گنہگار ہے اسی طرح جو شخص نیا نیا اسلام لایا ہے اسکی حالت ابھی خوف و امید کے درمیان ہے اور بمنزلہ اس بیج کے ہے جسکی نسبت نہیں جانتے کہ وہ کیا پھل لائیگا پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکے بارے میں انتظار کریں اور اسکا امتحان لیں جیسا کہ قرآن مجید میں حکم ہے یاایہا الذین اٰمنوا اذا جاءکم المؤمنٰت مہٰجرٰت فامتحنوہن اللہ اعلم بایمانہن جب تک مختلف تجربوں اور آزمائشوں اور امتحانوں اور خود اسکے عملوں سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ ایمان اسکے قلب میں داخل ہو گیا ہے اور پھر جب تک وہ اسلام کے احکام پر عمل کر کے نہ دکھائے ہرگز وہ اس مسلم لڑکی کا کفو نہیں جس کے آباؤ اجداد متقی مسلمان ہیں اور جس نے متقی مسلمانوں میں پرورش پائی اور جسکے اعمال اسکے پختگی ایمان پر شاہد ہیں صرف کلمہ پڑھنے سے کسی غیر مسلم کو دینی بھائی نہیں بنایا گیا اور نہ وہ حقوق دیئے گئے ہیں جو اسلام نے ایک مسلم کو دیئے ہیں دیکھو قرآن مجید ہی میں ارشاد ہوتا ہے فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین یعنی پہلے شرک کفر و رذائل سے جن میں وہ گرفتار تھے توبہ کریں عملی طور سے ان اشیاء سے رکجائیں اور نماز پڑھیں ایک دو نہیں بلکہ اسے قائم رکھیں اور چندے دیں پھر تمہارے دین کے بھائی ہیں یہ نہیں کہ ایک شخص مغرب کے وقت کلمہ پڑھتا ہے اور عشاء کی نماز کے بعد مساوات پکارتا ہوا ایک سید کے سر ہو جائے کہ لڑکی کا رشتہ مجھے کر دو بلکہ ضرور ہے کہ وہ اپنے ایمان میں پختگی کمائے اور اسلام اسکا اوڑھنا بچھونا اس طور پر بنجائے کہ جیسا پہلے اسکے مسلمان ہونے پر شک تھا پھر کبھی غیر مسلم ہونے پر شک ہو جب جا کر وہ کفو بن سکتا ہے غرض اسلام نے ایک طرف تو فرمایا کہ مرد عورت کسی قوم کے بھی ہوں جب

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ

تصدیق المسیح

ارِدتُ ان استخلف فخلقت آدم

یہ الہام براہین احمدیہ میں آج سے کوئی پینتیس ۳۵ برس پیشتر شائع ہو چکا ہے۔ اور اس میں جو عظیم الشان پیشگوئی بیان کیگئی تھی۔ وہ پوری ہو کر اپنی صداقت ثابت کر چکی ہے اور جس عظمت اور جلال کے ساتھ وہ پوری ہوئی ہے۔ کوئی کیسا ہی متعصب دشمن بھی کیوں نہ ہو۔ اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور یہی ایک نشان پیشگوئی کرنے والے کی صداقت کا کافی ثبوت ہے۔ ہاں چونکہ اس الہام کی رُو سے اس کا نام آدم ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ اس کا انکار کیا جاتا۔ اور بعض لوگ اس کے بارہ میں ٹھوکر کھاتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اور جیسا کہ آدم ابوالبشر کے وقت میں ملائکہ نے ٹھوکر کھانے کے بعد آخر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور کامل تذلل اور اطاعت کے ساتھ رجوع کیا۔ لیکن ابلیس انکار پر اڑ گیا اور نخوت و تکبر کی وجہ سے اس نے انکار پر ہی بس نہ کی بلکہ دشمن بھی ہو گیا۔ اسی طرح اس وقت ملکی فطرت سعید طبائع نے تکبر کی بجائے تذلل۔ اور انکار کی بجائے اطاعت اختیار کی۔ لیکن ایک فریق نے وہی ابلیسی سیرت اختیار کی۔ اور طرح طرح کے مکروں سے اس آدم کو مصائب میں ڈالنا چاہا۔ مگر بجز ناکامی کے کچھ دیکھنا نصیب نہ ہُوا۔ اور اسی خدا نے اس آدم کو بھی پنجہ شیطان سے بچایا۔ جس نے اُس آدم کو بچایا تھا ٭

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آدم ابوالبشر کی خلافت ثابت کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ نشان دکھلایا تھا۔ کہ اسکو ملائکہ کے مقابلہ میں خاص علم سے ممتاز فرمایا۔ اور اس کے مقابلہ سے ملائکہ کا عجز ظاہر کیا۔ اور ابلیس کا خبث ثابت کیا۔ سو کیا اس آدم ثانی کے لئے بھی کوئی اسی قسم کا نشان ظاہر ہُوا ٭

سو واضح ہو کہ اس آدم کے لئے بھی علاوہ اور صدہا نشانوں کے اللہ تعالیٰ نے یہ نشان دکھلایا۔ اور ایسے طور پر اور ایسی صفائی سے اُسے ظاہر کیا کہ کسی کیلئے شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اِس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت آدم رُوحانی اعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام علوم کسبیہ سے اقل ترین حصہ رکھتے تھے۔ چنانچہ مخالفین ہمیشہ آپ کو جاہل بتایا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ شخص ایک سطر عربی لکھنے کی بھی استعداد نہیں رکھتا ٭

باوجود اس کے علمی مقابلہ میں اول تو مخالفین کو جرأت ہی نہ ہوتی کہ آپ کے سامنے آتے۔ اور اگر کبھی کسی نے جرأت کی تو اسے نہایت ذلت نصیب ہوئی۔ کہ آپ کے مقابلہ میں اگر قرآن کریم کے معارف وحقایق بیان کرے یا مقابلہ میں فصیح و بلیغ عربی لکھ سکے۔ حضورؑ نے یہاں تک انہیں وسعت دیدی کہ تمام روئے زمین کے علماء ملکر آپ کے مقابلہ میں کوئی کتاب عربی میں لکھیں۔ مگر کسی کو ایک سطر بھی اس طرح بالمقابل لکھنے کی جرأت نہ ہوتی اس ملک میں بھی علماء بکثرت موجود تھے جو بڑے بڑے دعاوی رکھتے تھے۔ اور حضور کو جاہل بلکہ اجہل قرار دیتے تھے مگر باوجود سر توڑ کوششوں کے کوئی شخص مقابلہ کے لئے نہ نکل سکا۔ پھر مصر۔ عرب وغیرہ جو عربی زبان کا مرکز ہیں وہاں سے بھی کوئی مولوی مقابلہ کے لئے نہ اٹھا۔ باوجودیکہ انہیں حضور نے تحدی کے ساتھ بلایا تھا۔ اور تمام مشہور علماء کو کتب و رسائل و خطوط کے ذریعہ سے دعوۃ دی تھی۔ اور اگر ان میں سے بھی کوئی شخص مقابلہ کے لئے اٹھنے پر آمادہ ہُوا۔ تو آخر نہایت ندامت کے ساتھ بیٹھ دکھانی پڑی۔ اور آخر کنج خاموشی میں بیٹھنا پڑا۔ اگر تعلیم الٰہی نہ تھی۔ تو پھر کس چیز نے ان سب کو عاجز کیا کیا یہ سچ نہیں کہ عرب و عجم کے مولویوں نے آپ کو کاذب ثابت کرنے کے لئے سارا زور خرچ کیا اور کوئی پہلو ایسا نہ چھوڑا۔ جس سے انہوں نے آپ کی مخالفت میں سر توڑ کوشش نہ کی ہو۔ پھر کیا وجہ کہ باوجود اس قدر تحدی کے یہ لوگ مقابل میں آکر ایک سطر بھی نہ لکھ سکے۔ اگر یہ حضور کی صداقت کا نشان نہیں۔ تو پھر تعلیم الاسماء آدم کے لئے کسی صورت میں نشان صداقت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور اگر آدم علیہ السلام کے لئے یہ نشان نشان صداقت تھا تو کوئی وجہ نہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت نہ ثابت کرے ٭

اس نشان کو حضور نے کئی طور پر مخالفین کے سامنے پیش کیا چنانچہ ایک جگہ بطور تحدی فرماتے ہیں:۔

لقد اعطیت اسرار السر ائرٗ ٭ فسل ان شئت من نوع السوال

یعنی مجھے پوشیدہ سے پوشیدہ علوم اور معارف اور حقایق اور اسرار عطا فرمائے گئے ہیں۔ سو جو سوال چاہو مجھ سے کرو۔ کیا یہ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کے نشان سے بڑھ کر نشان نہیں ہے۔ آدم ابوالبشر علیہ السلام کے مقابلہ میں تو فرشتوں سے سوال کیا گیا۔ جس کا جواب وہ نہ دے سکے۔ مگر یہاں آدم رُوحانی علیہ الصلوٰۃ والسلام مخالفین کو مقابلہ میں بُلا کر انہیں فرماتے ہیں کہ تم علمی مقابلہ تو کیا کرو گے۔ جو سوال چاہو مجھ سے کرلو۔ اگر میں تمہیں تسلی بخش اور کافی جواب نہ دے سکا تو میرا دعوےٰ کاذب ثابت ہوگا۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ کسی سوال کا جواب نہ دے سکنے کی صورت میں یا اس جواب کے کافی نہ ثابت ہونے کی صورت میں فی سوال پچاس روپے تاوان دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں اٹھتا جو مرد میدان بن کر مقابل پر آئے۔ یا کم از کم جرأت کے ساتھ سوالات ہی پیش کرے۔ اگر کوئی اُٹھتا ہے تو منہ کی کھا کر وہیں کا وہیں بیٹھ جاتا ہے۔ اور کچھ ایسا بیخود ہو جاتا ہے کہ ساری عمر کا آموختہ و اندوختہ بھی فراموش کر بیٹھتا ہے۔ مولوی بٹالوی صاحب کو اپنے علم پر جس قدر گھمنڈ تھا اور ہے۔ وہ کچھ محتاج بیان نہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں اس کا اُٹھنا تھا کہ اس کی علمیت کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ اور شامت اعمال سے حضرت اقدسؑ پر اعتراض کیا کہ آپ نے عجب کا صلہ لام استعمال کیا ہے جو صحیح نہیں۔ اس اعتراض نے ان کی حدیث دانی۔ لغت دانی اور نحو دانی پر مُہر لگا دی۔ اعتراض کر دینا تو کوئی بات نہیں۔ قرآن کریم پر بھی اعتراض ہوتے رہے اور ہوتے رہینگے۔ اور اس سے قرآن کریم کی شان میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کسی نے اس کے بالمقابل اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کے برابر بھی تیار کر کے مقابلہ کے لئے پیش کی۔ اس کا جواب بجز نفی کے کچھ نہیں۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بیسیوں کتابیں عربی میں لکھ کر ان کے مقابل کوئی کتاب یا رسالہ لکھنے کے لئے مخالفین کو بُلایا بلکہ ساتھ انعام بھی مقرر کیا جس کے مقابلہ میں ان لوگوں نے ان تصانیف پر چند اعتراض تو کر دیئے مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ زیادہ نہ سہی ایک آدھ جزو کا کوئی رسالہ ہی بالمقابل لکھ کر پیش کر دیتا۔ اور جو اعتراض کئے تھے وہ بھی معترضین کے لئے وبال جان ہو گئے اور یوم یعض الظالم ... علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا کا نمونہ ہمیں اسی دنیا میں دکھا گیا ٭

یادِ ماضی

مسلمانوں نے علوم میں کسطرح ترقی کی

نمبر ۳

علم تاریخ وہ مفید اور فائدہ بخش علم ہے جسے اگر تمام علوم کا جامع کہا جائے۔ تو بے جا نہیں۔ کیونکہ یہ اس مجموعہ کا نام ہے جسمیں ہر ایک علم ہر ایک حکمت ہر ایک فن اور ہر ایک ہُنر کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ بلکہ ان کے ایجاد کرنے اور ان کو ترقی دینے والوں کے حالات سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ اور ہم ان کی کوششوں اور محنتوں سے مہیا کردہ تجربوں اور نتیجوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور یہی وہ علم ہے۔ جسکی وجہ سے ہمیں اپنے بزرگوں کے ایسے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ جن سے ہمارے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ہم اپنی قومی امتیازات اور خصوصیات کو پڑھکر اپنے حوصلہ اور ارادہ کو مضبوط کر لیتے ہیں۔ ماسواء اس کے کون ہے وہ جسے اپنی آباؤ اجداد کے کارناموں۔ جاہ و جلال اور عزت و حرمت کا پاس نہ ہو۔ ہر ایک اس قوم کا فرد جس میں کچھ بھی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں یہی چاہتا ہے۔ کہ اس کے اسلاف کے حالات ہر وقت درخشندہ اور تاباں رہیں۔ کیونکہ یہی ایک ایسی بات ہے جس کی وجہ سے کسی قوم کی عزت و آبرو دنیا میں قائم رہ سکتی ہے جس قوم کے لوگوں کو اپنے بزرگوں کے حالات کے یاد رکھنے کا شوق نہ ہو۔ اس کے مردہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ آج تک دنیا میں جسقدر قومیں تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ ان کی تباہی کی اور وجوہات میں سے ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہوتی رہی ہے۔ کہ وہ اپنے اسلاف کے حالات سے بے خبر ہوتی رہی ہیں۔ باوجود اس بات کے جاننے کے نہائیت افسوس سے کہا جاتا ہے۔ کہ اسوقت کے وہ مسلمان جن کے بزرگ ترقی کے آسمان کے چمکتے ہوئے ستارے تھے۔ اور جنکی حیرت افزا وسعت سلطنت آج تک لوگوں کو محو حیرت کر دیتی ہے۔ اور جنہوں نے طوائف الملوکی کو مہذب ترین حکومت میں بدل دیا تھا۔ ان کے حالات سے ناواقف اور بے خبر پائے جاتے ہیں اور واقف ہونے کی کوشش اور ہمت بھی نہیں کرتے۔ پہلی قوموں نے اگر اپنی اسلافی روایات کو بھلا دیا۔ اور وہ اپنے بزرگوں کے حالات سے بے خبر ہو گئیں۔ تو وہ ایک حد تک معذور بھی تھیں۔ کیونکہ ان کے بزرگوں کی تاریخ انہیں ایکدوسرے کے سینوں میں سے ہی مل سکتی تھی۔ اور سینہ بسینہ ہی وہ چلتی تھی۔ جسکا یاد رکھنا ایک بہت مشکل اور کٹھن کام تھا۔ لیکن مسلمانوں کے بزرگوں نے تو تاریخ نویسی کی بنیاد دنیا میں ڈالکر ان مشکلات سے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی ان کا اس سے فائدہ نہ اٹھانا کسقدر ملال اور رنج کا موجب ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے ہی دنیا میں سب سے پہلے تاریخ نگاری کی ابتداء کی ہے۔ مگر آج کل کے مسلمان ایسے ہیں۔ جو سب قوموں سے اس شعبہ میں کمزور اور پیچھے ہیں۔ مسلمانوں میں اگر اتنی ہمت اور طاقت نہ تھی۔ کہ وہ اپنے بزرگوں کے حالات کو اپنا راہ نما بناکر ان کے پیچھے چلتے۔ تو کم از کم انہیں اتنا تو کرنا چاہئیے تھا۔ کہ اسلاف کی عزت و حرمت ہی کی وجہ سے انہیں نہ بھلاتے مگر افسوس کہ آج بہت کم ایسے ہیں۔ جو اتنا بھی جانتے ہیں۔ کہ ہمارے بزرگ کہاں کے رہنے والے۔ کیا کچھ کرنے والے اور کیا نام رکھنے والے تھے۔ اسقدر اسلاف کے حالات سے بیگانگی صاف کہہ رہی ہے کہ اس قوم کو زندہ اقوام کی فہرست میں سے خارج کر دیا جائے۔ جماعت احمدیہ خدا کا شکر کرے۔ کہ اس نے اپنے فضل سے اس کے لئے ایک برگزیدہ کو بھیجکر اسے وہ نظارے جن کو مسلمان بھلا چکے تھے۔ سامنے دکھا دیئے۔ اور وہ واقعات جنکا بھلا دینا تباہی اور بربادی کا موجب ہوتا ہے۔ یاد دلا دئے۔ اسوقت مسلمان نہیں جانتے تھے۔ کہ کسی قوم پر کیوں خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ اور اس سے دوسرے کیا سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے ہمیں بتا دیا۔ کہ خدا تعالیٰ کا عذاب صرف اسی قوم پر آتا ہے۔ جو بدیوں اور بدکاریوں میں حد سے بڑھ جاتی ہے۔ اور خدا کے احکام کو پس پشت ڈال دیتی ہے۔ پھر عذاب سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ کہ وہ عادات۔ اور افعال جن کی مرتکب کوئی مغضوب قوم ہوتی ہو۔ ان سے اپنے آپ کو بچایا جاوے۔ اور جو کوئی اسطرح بچتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا مورد ہو جاتا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے اور اسی طرح آج تک ہوتا آیا ہے۔ مسلمان یہ بات بھی بھلا چکے تھے۔ کہ خدا کے راستہ میں جو کوئی اپنی محنت اپنا مال اپنی عزت اپنی آبرو اور اپنی اولاد لگا دیتا ہے۔ وہ کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ اور خدا تعالیٰ کبھی ایسے آدمی کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ کامیاب کر دیتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے ہمیں یہ سب کچھ کر کے دکھا دیا۔ کہ اگر کسی کو اپنے اسلاف کے حالات باوجود لکھے ہوئے ہونے کے معلوم نہیں۔ اور وہ نہیں جانتا۔ کہ انھوں نے کسطرح دنیا میں کامیابی حاصل کی تھی۔ تو آئیے۔ اسے میں بتائے دیتا ہوں کہ اسطرح خدا کے راستہ میں اپنا سب کچھ ڈالدینے والے کامیاب ہُوا کرتے ہیں۔ مسلمان نہیں جانتے تھے۔ کہ ہمارے بزرگوں کو تکلیفوں اور مصیبتوں کا سامنا ہوتا تھا۔ تو وہ کیا کیا کرتے تھے۔ لیکن حضرۃ مسیح موعود نے بتا دیا۔ کہ وہ اپنے مولا کے حضور یہ کہتے ہوئے گر جاتے تھے۔ ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکٰفرین۔ اے ہمارے رب! ہمیں جو دکھ اور تکلیف پہنچی ہے۔ یہ ہمارے اپنے ہی گناہوں کی وجہ سے ہے۔ آپ ہمارے ان گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔ اور جو زیادتیاں غلطی کی وجہ سے ہم سے کاموں میں ہو گئی ہیں۔ انہیں بھی بخش دیجئے۔ اور ہمارے قدموں کو مضبوط کیجئے۔ اور ہمیں اپنے دشمنوں پر کامیابی عطا فرمائیے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ فاٰتٰہم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاٰخرۃ۔ دنیا میں بھی خدا انہیں آرام و آسائیش دیتا اور آخرت میں تو بہت ہی بڑھ کر دیگا۔ تو ہم احمدیوں نے خدا کے فضل سے نہ صرف اسلاف کے حالات کو اوراق پر لکھا ہُوا پڑھا ہے۔ بلکہ ان کو مجسم واقعات کی صورت میں اپنی آنکھوں بھی دیکھ لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ استادِ کامل سے اسلامی تاریخ کے ابواب کو سبقاً سبقاً پڑھا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس کو اچھی طرح یاد رکھیں اور ناواقف لوگوں کو یاد کروائیں۔ تاکہ ہر ایک فردِ قوم کے دل میں اپنے بزرگوں کے کارناموں کو پڑھکر انہی کی طرح ہمت۔ عقل کوشش۔ محنت اور شوق سے کام کرنے کی اُمنگ پیدا ہو ٭

میں یہاں کسی قدر اختصار سے یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے علم تواریخ کی کیوں اور کسطرح بنیاد رکھی۔ اور کیا چیز اس طرف انہیں مشغول کرنے کا باعث ہوئی۔

علم تاریخ

قرآن شریف نے مخلوقات کی ہدایت کے لئے جو بہت سی تدبیریں بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ انہیں گذشتہ اقوام کے حالات سے آگاہ کیا ہے اور جابجا ان کے حالات کو بیان فرمایا ہے تاکہ ان سے سبق

حاصل کر کے لوگ راہ راست پر آجاویں۔ اور یہ تدبیر بہت مفید بھی ثابت ہوئی ہے۔ دوسرا کسی شخص کا حوصلہ اور ہمت بندھانے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی بات مفید نہیں ہوسکتی۔ کہ اسے ایسے اشخاص کے حالات اور واقعات سے روشناس کرایا جائے۔ جو اسی کیطرح مشکلات اور پیچیدگیوں میں گھرے ہوئے ہوں۔ اور بالآخر کامیاب ہوئے ہوں۔ اسلام کا ظہور جبوقت دنیا میں ہؤا۔ اسوقت ظلمت اور تیرگی نے ہر چہار طرف سے گھیر ڈالا ہؤا تھا۔ ایسے وقت میں وہ شخص جو تمام دنیا کی ظلمت کو دور کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا تھا۔ اُسے تو اپنی کوشش اور سعی میں کامیاب ہونے کے لئے یہی کافی تھا۔ کہ وہ جانتا تھا۔ کہ جو ہاتھ میرے کھڑا کرنے میں ہے۔ اور جس کے سہارے میں کھڑا ہؤا ہوں۔ وہ ضرور مجھے کامیاب ہی کریگا۔ لیکن انسانی فطرت کی تسلی اور اس کے ساتھ ملنے والوں کی دلبستگی کے لئے ضروری تھا۔ کہ انہیں گذشتہ واقعات بتائے جاتے۔ تاکہ انہیں ظاہری حالات کو اپنے مخالف دیکھ کر کسی قسم کی فکر اور تردد نہ ہو۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں کئی ایک جگہ پہلی قوموں کے حالات بیان فرمائے۔ اور بتا دیا۔ کہ ہم اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہمیشہ کامیاب کرتے آئے ہیں اس لئے مسلمانو! گو تمہیں اسوقت کے حالات اپنے خلاف نظر آتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو۔ کہ تم ہی کامیاب ہو گے۔ وکلا نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فوادك وجاءك فی هذه الحق وموعظة وذكرى للمؤمنين.

ہم نے جو قرآن میں پہلے رسولوں کے حالات بیان کئے ہیں۔ تو اس سے ہماری غرض یہ ہے۔ کہ ان کی مثالوں سے تمہارے دل کو مضبوط کر دیں۔ تاکہ تمہیں کوئی بات شکستہ خاطر نہ کرسکے دوسرا ان باتوں میں ایمان رکھنے والوں کے لئے حق اور نصیحت اور وعظ بھی ہے۔ یعنی وہ اس سے سمجھ سکتی ہیں۔ کہ خدا ہمیں ضرور کامیاب کریگا جسطرح پہلے رسولوں کے ماننے والوں کو کرتا آیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا اسطرح مومنوں کو گذشتہ حالات کی طرف متوجہ کرنا ان کے لئے بہت مفید اور فائدہ بخش ثابت ہؤا۔ اس لئے انھوں نے اپنے آپ کے پیش آمدہ واقعات کو محفوظ رکھنے کی طرف توجہ کی۔ تاکہ بعد کے مسلمان ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔

مسلمانوں کی ابتدائی حالت کچھ ایسے مشکلات کو لئے ہوئے تھی۔ کہ کفار طرح طرح کی شرارتوں سے انہیں تنگ کرتے اور خدا تعالیٰ کے انذار کو جو ان کے متعلق ہوتے تھے۔ ہنسی مخول میں اڑاتے تھے۔ اسکا ضروری نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ کہ مسلمانوں کو اس سے سخت دکھ اور تکلیف ہوتی۔ اور کفار کی بڑھتی ہوئی شرارتوں کے باوجود ان پر عذاب نازل نہ ہونے کی وجہ سے ان کے دل زیادہ دکھ کو محسوس کرتے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو تسلی دینے کیلئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ويستعجلونك بالسيئة قبل الحسنة وقد خلت من قبلهم المثلٰت۔

یہ کفار تمہیں تنگ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہمارے لئے جو عذاب بتلاتے ہو اُسے جلدی لاؤ۔ حالانکہ انھیں چاہئے تھا۔ کہ عذاب طلب کرنے سے پہلے اپنی بھلائی کی درخواست کرتے۔ اور کہتے۔ کہ خدا ہمیں ہدایت دے۔ ان سے پہلے بہت سی ایسی مثالیں گذر چکی ہیں۔ جن پر خدا کا عذاب نازل ہؤا۔ اس سے انہیں عبرت پکڑنی چاہئے تھی۔ لیکن اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو ضرور ان پر عذاب نازل ہوگا۔ اس سے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ کہ اگر ان پر ابھی تک عذاب نازل نہیں ہؤا۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ ان کو عذاب دیا ہی نہیں جائیگا۔ بلکہ ان کو مہلت دیگئی ہے۔ تاکہ یہ اصلاح کرلیں۔ اور اگر انھوں نے اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ تو ان کا بھی وہی حال ہوگا۔ جو ان سے پہلی قوموں کا ہوچکا ہے۔ قرآن شریف کی مسلمانوں کو بتائی ہوئی یہ ایسی باتیں تھیں۔ جنہیں مسلمانوں کو اپنے کامیاب اور بامراد ہونے کے لئے اور عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے یاد رکھنا ضروری تھا۔ وہ پہلے تباہ و برباد شدہ لوگوں کے حالات اسی امنگ اور بھروسہ پر یاد رکھتے تھے۔ کہ ان کے دشمنوں سے بھی ایسا ہی ہونیوالا تھا۔ اور وہ پہلے انبیاء اور رسولوں کے حالات اور واقعات سے اس لئے واقفیت حاصل کرتے تھے۔ کہ انہیں بھی وہی کچھ ملنے والا تھا۔ جو ان کو ملا تھا۔ اسی لئے مسلمانوں نے تاریخی حالات کے تجسس اور تلاش میں اپنے آپ کو مشغول کر دیا۔ لیکن چونکہ عرب کی قدیم تاریخ سوائے اس کے کہ لوگوں کے ذہنوں اور حافظوں میں محفوظ ہو اور کہیں سے نہ مل سکتی تھی۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ہر ایک قریب کی قوم کے اسقدر حالات جو کہ عبرت آموز اور نصیحت خیز تھے۔ بیان فرما دیئے ہوئے تھے۔ اور ان سے بڑھ کر صحت اور درستی سے واقعات کا معلوم کرنا یا معلوم ہونا ناممکن تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے قدیم تاریخ کا انحصار قرآن شریف پر ہی رکھا۔ اور قرآن شریف کا ہی پڑھنا گذشتہ واقعات کو یاد رکھنے کے لئے کافی پایا۔ اس سے جب مسلمانوں کو یہ معلوم ہؤا۔ اور تجربہ نے ان کو بتا دیا۔ کہ تاریخی حالات بھی تو آئندہ نسلوں کے لئے کارآمد اور مفید ہوتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے بھی انسان کو خدا تعالیٰ کے رستوں کی طرف راہ نمائی ہوتی ہے۔ تو انھوں نے اسلامی زمانہ کے حالات کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ آئندہ کے لئے کام آسکیں۔ لیکن ہجرت کی ابتدائی صدیوں میں مسلمانوں کی تاریخ کے متعلق جسقدر واقعات تھے۔ وہ ایک حافظ سے دوسرے حافظ کی طرف منتقل ہوتے چلے آتے تھے۔ اور ان لوگوں نے اپنے اوپر یہ بات کو فرض کر لیا ہؤا تھا۔ کہ وہ ان واقعات کو بلا کسی قسم کی کمی بیشی کے ہوبہو بیان کر دیا کریں۔ یہ حالات جو اسطرح نسلاً بعد نسل چلے آتے تھے۔ ان کی ابتداء ان لوگوں سے شروع ہوتی تھی۔ جنہوں نے ان کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہوتا تھا۔ جبوقت ایک حافظ کسی واقعہ کو دوسروں کے سامنے بیان کرتا تھا۔ تو ان لوگوں کے نام سلسلہ وار پہلے ضرور بیان کر دیتا تھا۔ جن کے واسطہ سے وہ روائیت اس تک پہنچی ہوتی تھی۔ اور اسطرح اس کی بات کی تصدیق پوری طرح ہوجاتی تھی۔ اس سلسلہ رواۃ کو عربی زبان میں اسناد کہتے ہیں۔ اسی طرح ابتدائی صدیوں میں مسلمانوں کی تاریخ محفوظ چلی آتی تھی۔ لیکن جب سلسلہ روائیت دن بدن طویل تر ہوگیا۔ اور آخر کار اس کی اتنی کثرت ہوگئی۔ کہ اصل واقعہ کی نسبت اسناد کو یاد رکھنا مشکل ہوگیا۔ تو مسلمانوں نے ان واقعات کو قلمبند کر لینا ضروری سمجھا۔ اس قسم کا سب سے پہلا اور مفید مجموعہ وہ ہے جسے ابن اسحاق نے مغازی اسلام یعنی مسلمانوں کی لڑائیوں کی تاریخ کے نام سے تصنیف کیا۔ لیکن اس کے متعلق افسوس سے کہا جاتا ہے۔ کہ اس کتاب کا ایک چھوٹا سا حصہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متعلق ہے اور جسے ابن ہشام نے اپنی طرف سے کچھ حواشی اور روائتیں زائد کر کے قلمبند کیا ہے۔ اب مل سکتا ہے۔ اور باقی سب کتاب معدوم ہوگئی ہے۔ ابتداء میں اسلامی تاریخ کے متعلق جسقدر کتابیں لکھی گئیں۔ ان میں روایات یعنی اسناد کا سلسلہ برابر جاری رکھا جاتا تھا۔ اور ہر ایک واقعہ درج کرنے سے پہلے درج کرنے والا ان تمام لوگوں کے نام درج کرتا تھا۔ جن کے ذریعہ سے اس تک وہ واقعہ پہنچتا تھا۔ لیکن بعد کے مصنفین نے ان اسناد اور مکرر روایات کو حذف کر کے مسلسل اور ترتیب وار حالات کو منضبط کر دیا۔ جو کہ تاریخی حالات کو یاد رکھنے والوں کے لئے کسی قدر مفید تھا۔ پہلے پہل مسلمانوں کے تاریخی واقعات

کو قلم بند کرنے کی ایک وجہ تھی ۔ جو کسی حد تک درست بھی ہے ۔ اور وہ یہ کہ جو کچھ کاغذ پر لکھا جاتا ہے ۔ اس کو پڑھنے والا ان مطالب اور معانی سے پوری طرح واقفیت حاصل نہیں کر سکتا جو لکھنے والے کے ذہن میں ہوتے ہیں ۔ دوسرا کاغذی نوشتوں میں شریر اور بد فطرت لوگوں کے تغیر اور تبدل کر دینے کا بھی خوف دامن گیر ہوتا تھا ۔ اس لئے ان کی زیادہ تر یہی کوشش ہوتی تھی ۔ کہ جسطرح بھی ہو سکے ۔ طالب علم کے ذہن میں زبانی سب واقعات کو بٹھا دیا جائے ۔ لیکن جب سلسلہ رواۃ کی افراط نے انہیں مجبور کیا ۔ تو انھوں نے گذشتہ واقعات کو کاغذ اور قلم کے حوالہ کر دیا ۔ لیکن اسطرح یہ نقص واقعہ ہو گیا ۔ کہ تاریخ کے درس تدریس کا سلسلہ ختم ہو جانے کے باعث اور امتداد زمانہ کی وجہ سے لوگ رفتہ رفتہ اس علم سے بالکل لاپرواہ اور غافل ہو گئے ۔ اور آج ہم یہ حالت دیکھ رہے ہیں ۔ کہ ان حالات کو کوئی جانتا بھی نہیں ۔ کاش ! مسلمان اس علم کی قدر و قیمت کو جانتے ہوتے ۔ اور اپنے بزرگوں کی اس محنت اور مشقت کی قدر کرنے والے ہوتے ۔ تو آج تاریخ اسلام اس کس مپرسی کی حالت میں نہ ہوتی ۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد سے لاپرواہ نہ ہوتے ۔ **ولقد جاءهم من الانباء ما فيه مزدجر حكمة بالغة فما تغن النذر ۔**

حضرت خلیفۃ المسیح کی دو رویاء

مورخہ ۹ ۔ دسمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے درس قرآن شریف سے پہلے اپنی دو رویاء بیان فرمائیں ۔ جو کہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں ۔

آج میں نے بہت ہی منذر دو رویاء دیکھی ہیں یہ دونوں سنائے دیتا ہوں ۔ شائد ان سے کسی کو ہدائت نصیب ہو جائے اور کوئی اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لے ۔

پہلے میں نے دیکھا ۔ کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا ہوں شمال کی طرف میرا منہ ہے ۔ اور جنوب کی طرف پیٹھ ۔ میں بیٹھا ہوا تھا ۔ کہ کچھ لوگ میرے پاس آئے ۔ مجھے یہ خیال نہیں پیدا ہوا ۔ کہ یہ لوگ جلسہ پر آئے ہیں ۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یوں مہمان آئے ہیں ۔ کوئی شخص چائے لایا ہے ۔ اور اس نے میرے سامنے رکھدی ہے ۔ میں نے اُسے کہا ۔ کہ آدمی تو بہت ہیں ۔ لیکن تم صرف ایک پیالی چائے کی لائے ہو ۔ اسے لے جاؤ اگر لانی تھی ۔ تو سب کے لئے لانی چاہئے تھی ۔ جب وہ اٹھانے لگا تو ڈاکٹر عباد اللہ جو امرتسر کے ایک دوست ہیں ۔ ان کی طرف میرا خیال گیا ۔ اور اس کو میں نے کہا ۔ کہ انہیں چائے دیدو ۔ اس نے ان کے آگے رکھدی ۔ چند اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے ایک شریف اللہ خان صاحب صوابی کے ہیں ۔ وہ بھی وہیں تھے ۔ ایک شخص ہمارے مخالفوں میں سے بھی بیٹھا تھا ۔ اس ہجوم میں میں نے دیکھا ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بیٹھے ہیں ۔ پھر نظارہ بدلا ۔ تو کسی شخص نے مجھے کہا ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مجلس میں بیٹھے تھے ۔ لیکن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ۔

(۲)

اس سے تھوڑی دیر بعد میں نے ایک اور رویاء دیکھی اور وہ یہ کہ جیسی اس مسجد (مسجد اقصیٰ) میں بیچوں بیچ ایک نالی جاتی ہے ۔ اسی طرح کی ایک نہر ہے ۔ اور وہ بہت دور تک چلی جاتی ہے ۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اس میں بڑا پانی ہے مگر بندوں کی وجہ سے اس کے اندر ہی بند ہے ۔ اس کے ارد گرد ایک نہائیت خوبصورت باغ ہے ۔ میں اس میں ٹہل رہا ہوں ۔ اور ایک اور آدمی بھی میرے ساتھ ہے ۔ ٹہلتے ٹہلتے نہر کی پرلی طرف میں نے چوہدری فتح محمد صاحب کو دیکھا ہے اتنے میں ایک شخص آیا ۔ میرے ساتھ گھر کی مستورات بھی ہیں اس نے مجھے کہا ۔ کہ مستورات کو پردہ کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے ۔ انہیں کہدیں صرف باغ میں ٹہلیں ۔ میں جب اس جگہ سے ہٹ کر دوسری طرف گیا ہوں ۔ تو مجھے بڑے زور سے پانی کے بہنے کی سرسر آواز آئی ۔ اسوقت میں جسطرح پرانے مقبرے بنے ہوتے ہیں ۔ ایسے مکان میں کھڑا ہوں ۔ وہ مقبرہ اسطرح کا ہے ۔ جسطرح بادشاہوں کی قبروں پر بنے ہوئے ہوتے ہیں ۔ میں اس کی چھت پر چڑھ گیا ہوں ۔ اور اس کی کئی چھتیں اونچی نیچی ایک دوسری کے ساتھ بنی ہوئی ہیں ۔ مجھے پانی کی سرسر کی جو آواز آئی ۔ تو میں نے اس نہر کی طرف دیکھا ۔ یا تو وہ ایسا خوبصورت نظارہ تھا کہ پرستان نظر آتا تھا ۔ یا ہر جگہ پانی پھرتا جاتا تھا ۔ عمارتیں گرتی جاتی تھیں ۔ درخت بہے جاتے تھے ۔ گاؤں اور شہر تباہ ہوتے جاتے تھے ۔ پانی میں لوگ ڈوب رہے تھے ۔ کسی کے گلے تک ۔ کسی کے منہ تک کسی کے سر کے اوپر پانی چڑھتا جاتا تھا ۔ اور ڈوبنے والوں کا بڑا دردناک نظارہ تھا ۔ یکلخت وہ پانی اس مکان کے بھی قریب آگیا ۔ جس پر میں کھڑا تھا ۔ اور اس کی دیواروں سے ٹکرانا شروع ہو گیا ۔ آگے پیچھے کی آبادی کو تباہ و برباد ہوتا دیکھ کر بے اختیار میرے منہ سے نکل گیا ۔ ”یہ نوح کا طوفان“ ۔ پھر پانی اس مکان کی چھت پر چڑھنا شروع ہوا ۔ اس کے ارد گرد جو دیوار تھی ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ۔ کہ پانی اسے توڑ کر اندر آنا چاہتا ہے ۔ اور لہریں دیوار کے اوپر سے نظر آتی تھیں ۔ اسوقت میں نے گھبرا کر ادہر ادہر دیکھا ۔ مجھے کہیں آبادی نظر نہیں آتی تھی ۔ اور پانی ہی پانی نظر آتا تھا جب پانی چھت پر بھی آنے لگا ۔ تو میں نے گھبراہٹ میں پکار پکار کر اسطرح کہنا شروع کیا ۔ **اللهم اهتديت بهديك و آمنت بمسيحك** ۔ اسوقت مجھے ایسا معلوم ہوا ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوڑے چلے آتے ہیں ۔ اور گویا لوگوں سے فرماتے ہیں ۔ کہ یہی فقرہ پڑھو ۔ تب تم اس عذاب سے بچ جاؤ گے ۔ مجھے حضرت مسیح موعود نظر نہیں آئے ۔ لیکن یہ میرا خیال تھا ۔ کہ آپ لوگوں کو یہ فرما رہے ہیں ۔ اتنے میں میں نے دیکھا ۔ کہ پانی کم ہونا شروع ہوا ۔ اور چھت گیلی گیلی نظر آنے لگی ۔ اسی گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئی ۔

یہاں ایک عرب رہتا ہے ۔ اس نے بھی آج ہی اپنی خواب لکھ کر مجھے دی ہے ۔ اور وہ یہ کہ میں کہیں جا رہا ہوں ۔ اور چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے ۔ اور کوئی جگہ خالی نہیں ۔ ہر طرف شعلے اٹھ رہے ہیں ۔ مجھے دو خوبصورت آدمی ملے ہیں ۔ اور وہ کہتے ہیں ۔ کہ تو کدھر جا رہا ہے ۔ جہاں تو بیٹھا ہوا تھا ۔ وہیں بیٹھ جا ۔ انھوں نے مجھے ایک قرآن اور ایک سیب دیا ہے ۔ اور کہا ہے ۔ کہ جاؤ یہ سیب خلیفۃ المسیح کو دیدو ۔ اور اسے اسباب میں لپیٹ کر رکھدو ۔ تاکہ خشک ہو جائے ۔

(نوشتہ غلام نبی ۔ بلانوی)

درخواست دعا غلام حسین صاحب ساکن اوڈرانوالہ بوجہ اپنے چند رشتہ داروں کے احمدی ہونے کیوجہ سے ستایا اور تنگ کیا جا رہا ہے ۔ احباب ان کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ان کی تکالیف کو آرام سے بدل دے ۔

جنازہ غائب ۔ مولوی کرم داد صاحب دولمیال سے اطلاع دیتے ہیں ۔ کہ صوبیدار میر محمد خان صاحب پلٹن نمبر ۲۰ چھاؤنی مانان والہ جو کہ سلسلہ کے مخلص خادم تھے ۔ فوت ہو گئے ہیں ۔ احباب آن کے لئے اور اللہ دتا احمدی انصار اللہ ماہلپور ضلع ہوشیارپور کی بھانجی ہاجرہ جو قضا الٰہی سے فوت ہو گئی ہے کیلئے جنازہ غائب پڑھ دیں

حضور وائسرائے ہند کا گرامینامہ

بنام

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی

"جنابمن! مجھے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ میں آپکے ۳ نومبر کے خط بنام حضور وائسرائے بہادر کی رسید سے آپکو اطلاع دوں۔ نیز یہ بتلاؤں۔ کہ آپنے جو اپنی سلطنت انگریزی سے وفاداری کا یقین دلایا ہے۔ اس کے متعلق حضور وائسرائے کا ارشاد ہے۔ کہ آپ اپنی جماعت کو براہ نوازش اطلاع دے دیں۔ کہ ہز ایکسیلینسی نے آپ کی اس وفادارانہ طرز کو عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور آپ کی مضبوط امداد کا خلوص دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں"۔ دستخط۔ سکرٹری صاحب وائسرائے بہادر

اعلان

جناب محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ مندرجہ ذیل ضروری اعلان برائے اندراج اخبار بھیجتے ہیں۔ احباب کو اس کی طرف فوری توجہ مبذول کرنی چاہئے۔ (ایڈیٹر)

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

خدا کے فضل سے جلسہ سالانہ بہت نزدیک آگیا ہے۔ باہر سے احباب جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے چندہ بھجوا رہے ہیں جن انجمنوں کی طرف سے تاحال چندہ نہیں آیا۔ وہ اخراجات جلسہ سالانہ اور دیگر ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت جلد اپنا اپنا چندہ ارسال فرماکر مشکور فرماویں۔ انجمن احمدیہ لاہور خاص شکریہ کی مستحق ہے۔ جس نے کہ دیگر چندوں میں ایک بڑا حصہ لیکر اب اسوقت ۱۰۰ سالانہ چندہ ارسال کرکے صدر انجمن کو مشکور فرمایا ہے۔

خاکسار خلیفہ رشید الدین۔

(محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ہم آپکی ضرورت کو پورا کرسکتے ہیں انشاءاللہ

جن صاحب نے کوئی کتاب چھپوانی ہو۔ یا کسی اور قسم کا چھپوائی کا کام کرانا ہو۔ وہ ہمارے مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں کراسکتے ہیں۔ چھپوائی اچھی اور کام بہت صفائی اور عمدگی سے کیا جاتا ہے۔ اگر کسی شخص کو اپنی کتاب یا ٹریکٹ وغیرہ کا مسودہ لکھوانا ہو۔ وہ بھی ہمارے پاس بھیجدیں۔ ہم خوشخط کاتبوں سے لکھوا کر اُس کی چھپوائی کاغذ اور پروف ریڈری کا انتظام کرسکتے ہیں۔

اسطرح صاحب مصنف کتاب کو بدون کسی تکلیف اور تردد کے گھر بیٹھے بٹھلائے اپنی چھپی ہوئی کتاب مل جایا کریگی۔

خاکسار (منیجر الفضل

قادیان۔ دارالامان)

(ضلع گورداسپور)

نومبائعین

منشی لیاقت حسین صاحب کلرک پولیس۔ دیوبند۔

اسمٰعیل بن ابراہیم صاحب الابوہیہ (مالابار)

محمد حسین صاحب۔ میرٹھ۔

عبداللہ خاں صاحب مدرس دھیلی والہ۔ تحصیل رعیہ۔ (سیالکوٹ)

مولاداد صاحب گھٹیالیاں۔ (سیالکوٹ)

سید خورشید علی صاحب۔ سونگڑہ۔ (ضلع کٹک)

اہلیہ صاحبہ سید خورشید علی صاحب مسماۃ آمنہ بی بی صاحبہ سونگڑہ۔

والدہ صاحبہ " مسماۃ جنت بی بی صاحبہ " ۔

چوہڑ شاہ صاحب۔ کریم پور۔ (جالندھر)

وزیرا صاحب رکھ بھنگواں۔ (ضلع امرتسر)

فتح دین صاحب۔ لائلپور۔

محمد عالم صاحب لائلپور۔

محمد افضل بٹ۔ معرفت اے ایم باٹن۔ انارکلی۔

(لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سالانہ جلسہ قادیان

تمام احمدی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کیلئے ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر ۱۹۱۴ء کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔ ابتداء سے انتہا تک جلسہ میں شامل ہونے کیلئے ان تاریخوں کو یاد رکھنا چاہیئے

پیا

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ اُس نے لوگوں کو الفضل کی طرف متوجہ کردیا ہے۔ اور اس کی حالت کا احساس ناظرین الفضل کے دلوں میں پیدا ہوگیا ہے۔ اور دوست اس کی توسیع اشاعت کے طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ چنانچہ جناب مکرمی و مخدومی جناب مولوی اختر علی صاحب بھاگلپوری صاحب سپرنٹنڈنٹ آف پولیس چھپرہ صوبہ بہار نے چار خریدار عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس کا نیک اجر بخشے۔ انہوں نے آئندہ بھی اس کی توسیع اشاعت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر محبان الفضل سپرنٹنڈنٹ صاحب کے نقش قدم چلکر الفضل کی توسیع اشاعت میں لگ جاویں تو انشاء اللہ تعالےٰ مجھے امید ہے۔ کہ تھوڑے ہی دنوں میں الفضل کی خریداری ڈھائی ہزار تک پہنچ جائے گی۔

خاکسار منیجر "الفضل"

قادیان۔ دارالامان

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح و المہدی مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیسواں۔ سورۃ الہمزۃ

بقیہ رکوع اوّل

(گذشتہ سے پیوستہ)

اپنی عزت کا یہ ذریعہ سمجھا۔ لیکن تم نے دیکھا کہ ابھی اسبات کو ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ مسجد میں کھڑے ہو کر اس نے حضرت مسیح موعود کی پاک جماعت کو کہا تھا کہ تم سے جوتیاں مار کر چندہ وصول کیا جائے گا۔ مگر کسی نے اس کی بات کو بُرا نہ منایا۔ لیکن ٹریکٹ شائع کرنے کے بعد اسی مسجد میں جب اس نے یہ کہا کہ میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ تو اسی جماعت نے کھلے لفظوں میں اس کو کہدیا۔ کہ تمہاری تقریر کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہم اس کے سننے کے لئے تیار ہیں تو کیسی ذلت ہوئی۔ اور کس قدر اسے شرمندہ ہونا پڑا۔ یہ کیوں ہوا۔ اس لئے کہ اس نے عزت حاصل کرنے کے لئے غلط راہ اختیار کی۔ اور اعتراض کرنے شروع کر دئے۔ اعتراض کرنے والا اگر کسی پر جھوٹا اعتراض کرے۔ تو اس وقت تک نہیں مرتا۔ جب تک کہ اس پر بھی وہی اعتراض نہ کیا جاوے۔ مثلاً اگر کوئی کسی کے متعلق کہے۔ کہ وہ زانی ہے۔ اور وہ دراصل زانی نہ ہو تو اعتراض کرنے والا زنا کرنے سے پہلے نہیں مریگا اگر کوئی کسی کو کہتا کہ تو متکبر ہے۔ حالانکہ وہ نہیں۔ وہ اپنے مرنے سے پہلے ضرور متکبر ہو جائے گا۔ تو اس شخص نے کہا کہ اس میں تقویٰ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے دنیا کے سامنے اس کے تقوےٰ کو ظاہر کر دیا۔ دو سوا دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ دے کر قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ پر انجمن نے لگایا تھا۔ اور یہ انجمن کا ہی کام تھا۔ لیکن جب مانگا گیا تو اس نے کہدیا کہ میرا اپنا کام تھا۔ میں ترجمہ نہ دونگا۔ کیا اس سے اس کے تقوے پر روشنی نہیں پڑتی۔ خدا تعالیٰ نے چند دنوں میں اس کے اعتراض کا اسکو جواب دیدیا ٭

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہلاکت ہے ہمزہ (غیبت کرنے والے) اور لمزہ (عیب چینی کرنے والے) کے لئے۔ جس نے کہ مال جمع کیا۔ اور پھر اس کو گنتا رہا۔ یعنی اس کو یہ خیال ہوا کہ میں اپنے مال کے ذریعہ سے کامیاب ہو جاؤں گا۔ بعض آدمیوں نے اب بھی کہا ہے۔ کہ میاں صاحب بھولے بھالے ہیں۔ جب چندہ نہیں آئے گا تو ان کے پاس سے سب بھاگ جائیں گے۔ پھر ایک نے یہ بھی کہا۔ کہ چند مہینوں کے اندر جب ان کے پاس چندہ نہ آئے گا تو ہماری منتیں کریں گے کہ آؤ ہماری مدد کرو ٭

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۚ — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ شخص جس کے پاس مال ہے۔ اس کا خیال ہے کہ میرا مال مجھے کامیاب اور باعزت کریگا ٭

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۙ — ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم تو ایسے شخص کو لوگوں کے پاؤں میں روندوا دینگے۔ خطرناک عذاب میں مبتلا کر دینگے۔ اور اس کا ٹھکانا حطمہ میں ہوگا ٭

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۗ — تم کو کس بات نے بتایا ہے کہ حطمہ کیا ہے۔ صرف لفظوں سے اس کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ وہ تو انہی کو معلوم ہوگی۔ جو کہ اس میں ڈالے جائینگے ٭

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ — وہ کوئی معمولی بلا نہ ہوگی۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی آگ ہوگی جو کہ بڑی بھڑکائی گئی ہوگی یعنے یہ نہیں کہ کبھی اس کا ایندھن ختم ہو جانے گا تو بجھ جائیگی ٭

الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۗ — پھر سب سے خطرناک بات تو یہ ہے کہ بہت لوگ مرتے ہیں۔ ہلاک ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے دل خوش رہتے ہیں۔ ابھی ایک بہت بڑا جہاز غرق ہوا ہے۔ اس میں ایک بڑا مشہور ایکٹر اور اس کی بیوی سوار تھے۔ غرق ہونے کے وقت وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر ہنستے ہوئے غرق ہو گئے۔ اسی طرح کشتی فوج کے دو سو کے قریب آدمی غرق ہونے لگے تو تختہ جہاز پر کھڑے ہو کر انھوں نے مسیح کی حمد گانی شروع کر دی (مسلمانوں کے لئے یہ بات قابل رشک ہے۔ اور انہیں شرم کرنی چاہیئے کہ وہ دین کی اشاعت کے لئے کیا کچھ ایثار دکھا رہے ہیں) کفار میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو کہ دلی اطمینان اور خوشی سے جان دیتے ہیں۔ کیونکہ غلط فہمی سے وہ اسی بات میں نجات سمجھتے ہیں۔ جو انکی سمجھ میں آئی ہوتی ہے۔ چونکہ ہر ایک مؤمن کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ میں اپنے خدا سے ملوں۔ اور زندگی مؤمن اور خدا تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ ہوتا ہے پس جب یہ پردہ اُٹھ جاتا ہے تو مؤمن انسان اپنے محبوب حقیقی سے جا ملتا ہے۔ اسلئے مؤمن کے لئے تو کبھی موت تکلیف کا باعث ہو ہی نہیں سکتی۔ اور نہ اس کو دُکھ دے سکتی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو دوسروں پر الزام لگاتے رہتے ہیں اور لوگوں کی عیب چینی کرتے ہیں۔ مرتے وقت اُن کا دل دُکھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آگ ایسی ہوگی۔ جو کہ اس کے دل پر چڑھ جائے گی۔ مؤمن بھی آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ سیّد عبد اللطیف صاحب شہید پتھروں سے شہید کئے گئے لیکن مؤمن ایسی آگ سے خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ اس کے جسم اور کپڑوں تک ہی محدود ہوتی ہے۔ اور دل تک اس کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کفار کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ آگ ایسی ہوگی۔ جو کہ ان کے دلوں کو جھلسنے والی ہوگی۔ صرف ان کے جسم ہی تکلیف میں نہیں ہونگے۔ بلکہ دل بھی مصیبت میں ہونگے ٭

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ تحقیق اس آگ کے دروازے ان پر بند کر دئیے گئے ہیں - یعنی ان کے نکلنے کا راستہ نہیں ہوگا یا آگ بھڑکانے کے لئے دروازے بند کئے جائیں گے - جس طرح چمنی کے نیچے کا سوراخ بند کرنے سے آگ بھڑکتی ہے ⁂

فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۧ اس میں وہ کھلے نہیں ہونگے - بلکہ مضبوط ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں گے صرف دروازے بند ہوں تو اضطراب کے وقت قیدی اندر اِدھر اُدھر ٹہل سکتا ہے - لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بندھے ہوئے ہوں گے - اور کھلے نہیں ہونگے - ان کو تلملاہٹ بھی نصیب نہ ہوگی ⁂

پارہ تیسواں - سورۃ الفیل

رکوع اوّل

۱۵ - جولائی ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دولت اور بڑائی اکثر لوگوں کو خراب کر دیتی ہے - جب انسان کو کچھ مل جاتا ہے - تو وہ سمجھتا ہے کہ اب میں بہت بڑا ہو گیا ہوں - کسی کی کیا مجال ہے کہ میرا مقابلہ کر سکے - پھر وہ ایسی باتوں کے کرنے کی جرأت کر لیتا ہے - جو - ایک غریب آدمی نہیں کر تا - حتےٰ کہ دولت مند تو خدا تعالیٰ کی ہتک کرنے سے بھی نہیں رُکتا - ہمایوں کی نسبت بیان کرتے ہیں - گو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کہاں تک یہ سچ ہے - کہ وہ بنگالہ میں پٹھانوں کو شکست دیکر فتح اور نشان شوکت سے بہت سے قیدیوں سمیت واپس آ رہا تھا - کئی لاکھ کا لشکر اس کے ساتھ تھا - راستے میں جب اس نے اپنے لشکر پر نگاہ کی - تو اسے اپنی عظمت کا ایسا اثر ہوا کہ کہنے لگا اگر میرے لشکر کو خدا بھی تباہ کرنے لگے - تو اسے بھی کچھ دیر ہی لگے - پٹھان قیدیوں میں سے ایک نے جب یہ بات سُنی - تو وہ جوش میں آ کر کسی طرح چھوٹ گیا - اور شیر شاہ کو جا کر اطلاع دی پس وہ تاک میں ہی بیٹھا تھا - اس بات کو پھیلا کر جوش پیدا کر دیا - اور بہت سا لشکر لے کر ہمایوں پر حملہ آور ہوا - اور تھوڑی دیر میں ہی اس کا تمام لشکر تتر بتر ہو گیا - اور ہمایوں کو ایک سقے کی مدد سے جان بچانی پڑی - واللہ اعلم بالصواب -

غرض انسان بہت بڑے بڑے دعوے کر بیٹھتا ہے - اور بڑی بڑی خطرناک جگہوں میں ہاتھ ڈالتا ہے - جس کا نتیجہ اُسے بہت بُرا بھگتنا پڑتا ہے ⁂

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے - کہ کوئی انسان کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو جائے - لیکن میرے لشکروں کے مقابلہ میں اس کی کیا ہستی ہو سکتی ہے - میں تو چھوٹے سے چھوٹے اور حقیر سے حقیر جانور سے ہی انسان کو تباہ کر سکتا ہوں ⁂

طاعون کا کیڑا کتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ نظر بھی نہیں آتا - لیکن بڑے بڑے طاقتوروں کو ہلاک کر دیتا ہے - اور ایسی ایسی سخت قسم کی طاعون ہوتی ہے کہ دم بھر میں انسان مر جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کے لشکر کا مقابلہ کرنا انسانوں کا کام نہیں ⁂

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۗ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تم نے دیکھا نہیں - ہم کتنے بڑے بڑے لشکروں والے ہیں - اور کس قدر ہماری طاقت ہے یہاں مکہ میں ایک اینٹوں کا بنایا ہوا گھر تھا - جو کہ ہمیں پیارا تھا - اور اس لئے پیارا تھا کہ ہمارے ایک پیارے کا بنایا ہوا تھا - اس پر جب شریروں نے حملہ کرنا چاہا - تو ان کا کیا حشر ہوا - تو جب ہم نے اینٹوں اور پتھروں کے بنے ہوئے مکان کی خاطر اس کے بد اندیشوں کو ہلاک اور تباہ کر دیا تھا تو تیرے دشمنوں کو کیوں ہلاک نہ کرینگے - تو تو گوشت و پوست کا بنا ہوا انسان اور پھر خدا کا رسول ہے ⁂

بیت اللہ کی کیوں اتنی عزت اور توقیر تھی - اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں کا بنایا ہوا تھا جو کہ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندے تھے - اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو یاد دلایا - لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود تو کئی ایک بیت اللہ سے بھی بڑھ کر ہے - بیت اللہ تو خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے - لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نشان نہ تھے - بلکہ نشانات پیدا کرنے والے تھے - آپ کے خدام میں سے ایسے ہوئے ہیں - جنہیں اللہ نے حجر اسود کہا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا کیا تھا - یعنی کس قسم کا سلوک کیا تھا - کس سے ؟ ایک ہاتھیوں والے تھے - انہوں نے چاہا تھا کہ مکہ کو گرا دیں - لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا - حبشیوں کے بادشاہ ابرہہ نے مکہ پر حملہ کرنا چاہا - اور بہت سا لشکر مکہ کے قریب لا اُتارا - اور اہل مکہ کو کہلا بھیجا کہ کسی آدمی کو میرے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے روانہ کرو - تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کو جو کہ بڑے عقل مند اور معزز تھے - بھیجا - تو انہوں نے اس سے پوچھا - کہ کیوں تم نے حملہ کرنا چاہا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے سُنا ہے - لوگ کعبہ کی بڑی عزت کرتے ہیں - اور اس کی بے ادبی کرنے سے بہت ڈرتے ہیں - اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو گرا دوں - اس نے عبد المطلب سے پوچھا کہ اس کی صلح کی کیا تجویز ہو سکتی ہے - تو انہوں نے کہا کہ جو ہمارے پاس مال و اسباب ہے - یہ لے لو اور مکہ کو نہ گراؤ - یہی صلح ہے - اس نے کہا کہ یہ تو نہیں ہو سکتا - پھر اُس نے کہا کہ مجھے آپ کی گفتگو میں بہت لُطف حاصل ہوا ہے آپ مجھ سے کچھ مانگیں - انہوں نے کہا کہ میرے سو اونٹ جو آپ کے ملازموں نے پکڑ لئے ہیں وہ مجھے واپس دے دو - اس نے کہا میں نے تو سُنا تھا کہ آپ بڑے عقل مند اور دانا ہیں - اور آپ کی باتوں سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا تھا - لیکن آپ نے مجھ سے کیا چیز مانگی ہے - میں تو تمہارے معزز گھر کو گرانے آیا ہوں - اور تم کو اپنے اونٹوں کی ہی فکر پڑی ہوئی ہے - انہوں نے جواب دیا کہ میرا سوال بالکل صاف ہے - کیا آپ نہیں سمجھ سکتے کہ جب مجھے اپنے اونٹوں کی اس قدر فکر ہے تو اگر اس گھر کا مالک خدا ہے - تو اُسے

کیونکہ اپنے نشان کی فکر ہوگی۔ وہ خود اس کی حفاظت کریگا۔ اس نے کہا کہ واقعی آپ کی بات سچی ہے ؂

اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انکی تدبیر کو ہم نے ناکام نہیں کر دیا۔ ان میں چیچک کی مرض بڑی خطرناک صورت میں پھوٹ پڑی تھی۔ اور بہت سا لشکر تباہ ہوگیا۔ اور کچھ سیلاب نے تباہ کر دیا۔ اور ان کی لاشوں کو گدھوں اور چیلوں نے نوچ نوچ کر کھایا۔ اور جو باقی بچ رہے۔ وہ بھاگ گئے ؂

وَاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ اور انکی لاشوں پر طیور جماعت در جماعت بھیجے جو ان کی بوٹیاں نوچ نوچ کر پتھروں پر مارتے تھے۔ شکاری پرندوں کا قاعدہ ہے کہ جب کہیں لاش پاتے ہیں تو اس کے گوشت کا ٹکڑا نوچ کر لے جاتے ہیں۔ اور کسی چٹان یا درخت پر بیٹھ کر پٹک پٹک کر کھاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ انکی ایسی ذلت اور تباہی ہوئی کہ انکی لاشوں کو جانوروں نے نوچ نوچ کر کھایا ؂

سجیل۔ ہر ایک سخت چیز کو کہتے ہیں (۲) پتھر کو کہتے ہیں۔ سنگ و گل کا مرکب ہے۔ اور فارسی سے عربی میں تبدیل ہو کر سجیل بنگیا ؂

یہ ایک واقعہ تھا جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش سے پہلے ہوا تھا اور آپ کی ولادت سے پہلے اس واقعہ ہونے کی قلیل سے قلیل مدت پچاس دن کی بتائی جاتی ہے۔ تو یہ واقعہ آپ کو اس لئے یاد دلایا کہ آپ کو بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آتا ہے۔ چنانچہ ایران کے بادشاہ کسریٰ نے آپ کو قتل کرنے کے لئے کچھ آدمی بھیجے۔ انھوں نے آپ کو آکر کہا۔ کہ ہم آپ کو قید کر کے لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ اور اگر آپ ہمارے ساتھ نہ چلیں گے تو ہم کو حکم ہے کہ آپ کو مار کر آپکا سر لے جائیں۔ آپنے فرمایا۔ ابھی ٹھہرو۔ میں کل جواب دونگا دوسرے دن آپنے ان کو فرمایا کہ تمہارے خدا کو میرے خدا نے مار دیا ہے۔ وہ یہ بات سنکر واپس گئے۔ جب یمن پہنچے تو سنا کہ اس کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے۔ اور آپ اس کی جگہ بادشاہ بن گیا ہے۔ اور یہ قتل اسی دن ہوا جس دن آپنے فرمایا تھا۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار پر جو ہلاکت آتی ہے۔ اس کے لئے لشکروں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انکے اندر ہی ایسے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ کہ جن سے وہ ہلاک ہو جاتے ہیں ؂

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تمہارے دشمنوں کی ہستی ہی کیا ہے، کیا انہیں معلوم نہیں کہ اصحاب فیل کو ہم نے کس طرح تباہ کر دیا تھا۔ اور کس طرح جانوروں نے نوچ نوچ کر ان کا گوشت کھالیا تہا۔ اگر یہ باز نہیں آئیں گے۔ تو یہی ان کا بھی حال ہوگا ؂

عام طور پر ہاتھیوں والے بڑے آدمیوں کو کہتے ہیں کہ فلاں تو ہاتھیوں والے ہیں۔ یعنی بڑے مالدار ہیں۔ اس زمانہ میں بھی اصحاب فیل کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کیا پیش گئی۔ جو مقابلہ کے لئے اُٹھا وہ تباہ ہی ہوگیا۔ اس وقت ہی دیکھ لو۔ کچھ بڑے لوگ تھے۔ جنہیں اپنی بڑائی کا گھمنڈ تھا۔ حتےٰ کہ ایک شخص نے تو مسجد میں کھڑے ہو کر کہا۔ کہ اگر میں یہاں سے جاؤں گا تو میرے ساتھ ایک بڑی جماعت جائے گی لیکن خدا تعالیٰ نے اس کو یہاں سے اس طرح پکڑ کر نکال دیا کہ انسانی عقل اس پر دنگ ہے۔ اس پر ایسا رعب طاری ہوا۔ کہ یہاں ٹھہر ہی نہ سکا۔ میں نے اس کو لکھا کہ کوئی صورت ایسی بھی ہے کہ تم یہاں ہی رہو۔ تو مجھے تو اس نے لکھا۔ کہ بھلا ہم قادیان چھوڑ سکتے ہیں۔ جس کے لئے ہم نے اپنے خویش و اقربا۔ دوست و آشنا کو چھوڑ دیا تھا۔ میں تو چھٹی پر جا رہا ہوں۔ لیکن یہاں سے جا کر اُس نے یا اُس کے دوستوں نے مشہور کیا کہ ہم کو کسی نے پوچھا ہی نہیں دراصل بات یہ تھی کہ اصحاب فیل قادیان میں کہاں ٹھہر سکتے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اُنہیں نکال دیا ؂

ایک شخص نے آج رقعہ دیا ہے۔ جسمیں ایک نہایت لطیف لطیفہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کا الہام ہے۔ اخرج منه الیزیدیون۔ کہ قادیان سے یزیدی نکالے جاوینگے۔ ایک تو اس کے وہ معنے بھی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں کہ قادیان کے یزیدی طبع لوگ ہیں۔ اور ان میں سے بہت کم لوگوں کو مسیح موعود کی شناخت نصیب ہوئی ہے۔ لیکن اس الہام کے لفظی معنے لئے جاویں تو یہ ہوتے ہیں کہ یہاں سے یزیدی نکالے جائیں گے۔ چنانچہ ایک جماعت کو قادیان سے نکلنا پڑا ہے۔ اور ان کا نکلنا انسانی سامانوں سے نہیں بلکہ درحقیقت خدا تعالیٰ نے ہی ان کو نکالا ہے پس وہ اس پیشگوئی کے کھلے کھلے مصداق ہیں ؂

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکٹ بک میں میں نے ایک دفعہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ پہلا آدم آیا۔ اس کو شیطان نے جنت سے نکال دیا تھا۔ پھر دوسرا میں آدم آیا ہوں تاکہ لوگوں کو جنت میں داخل کرون۔ پس پہلا موسیٰ (علیہ السلام) آیا تہا۔ اُسے مصر چھوڑنا پڑا۔ پھر دوسرا موسیٰ (رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم) آیا۔ اس نے اپنے سب دشمنوں کو جلا وطن کر دیا پہلا مسیح (علیہ السلام) آیا تھا جس کو کفار نے سولی پر لٹکا دیا۔ لیکن اب دوسرا عیسیٰ میں آیا ہوں۔ کہ اپنے دشمنوں کو صلیب پر لٹکاوں۔ تو ہمیشہ پہلے شخص کا بدلہ لینے کے لئے دوسرا آیا کرتا ہے۔ پہلے ایسے شخص پیدا ہوئے جنھوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو وطن سے نکالا اور شہید کیا۔ لیکن اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک ایسا حسین پیدا کیا جو یزیدیوں کو نکالے۔ تا قدیم سنت اللہ پوری ہو ؂

فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ جو بڑے لوگ تھے۔ ان کو تو ہم نے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ جس طرح کھایا ہوا گھانس پھونس ہوتا ہے۔ اب جو لوگ ہمارے رسول کا مقابلہ کرینگے۔ ان سے بھی ایسا ہی کیا جائے گا ؂

پارہ تیسواں ۳۰ - سورۃ القریش

رکوع اول

۱۸ - جولائی ۱۹۱۴ع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہت سے لوگ اپنے دل کی تاریکی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کے مال و اموال کی محبت میں لگ جاتے ہیں۔ اور بہت ہی کم ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو کہ خلوص دل سے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ بڑے بڑے عظیم الشان انبیاء دنیا میں آئے۔ اور انہوں نے لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھانے کی بڑی بڑی کوششیں کیں۔ لیکن ایک طرف تو وہ نیکیوں کی طرف بلاتے رہے۔ اور دوسری طرف لوگ بدیوں کی طرف جھکتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا کی ہدایت کے لئے کون آئے گا۔ آپ نے اپنی ساری عمر اصلاح خلق میں صرف کر دی۔ اٹھتے۔ بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے۔ سوتے۔ جاگتے۔ یہی فرماتے رہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرو۔ اور دنیا کو ترک کر دو۔ لیکن باوجود ان نصیحتوں کے اور باوجود ان کوششوں کے جن سے بڑھ کر دنیا میں کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ کتنے لوگوں نے آپ کو مانا؟ پھر ماننے والوں کا اثر کتنی دور تک گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ سولہ سال بعد ہی ایسے لوگ پیدا ہو گئے۔ جنھوں نے مال اور دولت کی خاطر اسلام کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ تو باوجودیکہ بدکار لوگ دنیا میں کبھی سکھ نہیں پاتے اور ہمیشہ مصائب اور آلام کے ہدف بنے رہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی جب کبھی ان کی مصیبت دور ہوتی ہے۔ تو پھر برے کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ جب ان پر مصیبت آتی ہے تو ڈر جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اب برے کام نہیں کرینگے۔ مگر جب مصیبت ٹل جاتی ہے۔ تو پھر وہی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے۔

ایک دفعہ میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ میں ایک جگہ لیکچر دے رہا ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں شیشہ ہے۔ میں لوگوں کو وہ شیشہ دکھا کر کہتا ہوں کہ یہ دل ہے جس طرح انسان شیشے کو اس لئے سنبھال کر رکھتا ہے کہ وہ صاف رہے۔ اور شکل اچھی دکھا سکے۔ اسلئے جب ذرا اس پر میل دیکھتے ہیں تو صاف کر دیتے ہیں۔ کیونکہ جتنا شیشہ صاف ہوتا ہے۔ اتنی ہی زیادہ خوبصورت شکل نظر آتی ہے۔ اور اگر شیشہ خراب ہو۔ تو اچھی شکل بھی بری نظر آتی ہے۔ بعض ایسے شیشے ہوتے ہیں جو کہ اصل شکل سے گھٹا یا بڑھا کر دکھاتے ہیں۔ اس لئے اعلیٰ درجہ کے شیشہ کی یہی تعریف ہوتی ہے کہ ہو بہو شکل دکھاتے ہیں۔ بڑے بڑے قیمتی شیشے بعینہٖ اصل شکل ظاہر کرتے ہیں۔ اور ذرا بھی فرق نہیں آنے پاتا۔ اسی طرح اعلیٰ درجہ کا انسان وہ ہے۔ جس کا دل اعلیٰ قسم کے جمال کو اصل شکل میں دکھائے۔ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے جلوہ کو ظاہر کرنے کے لئے ایک شیشہ ہے۔ اس لئے جس قدر یہ صاف ہوتا ہے۔ اتنا ہی خدا تعالیٰ کی صفات کو اعلیٰ ظاہر کرتا ہے۔ اور جس قدر گندہ ہوتا ہے۔ اتنا ہی گندہ ظاہر کرتا ہے۔ دیکھو اب بعض مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ اور دیگر اسلام کے احکام کو بھی بجا لاتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کو اسلام کے خدا کی شکل (نعوذ باللہ) ۔ ۔ ۔ بھونڈی ہی نظر آتی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے اپنے دل صاف شیشے کی طرح نہیں ہیں۔ اس لئے وہ خود بھی جلوہ الٰہی کو خوبصورت نہیں دیکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان کا دل گندہ ہے۔ اس لئے اس پر جو عکس پڑتا ہے۔ وہ بھی ان کو گندہ ہی نظر آتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے جلوہ کو اصل رنگ میں نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ ان کے دل کا گندہ شیشہ ان کو بدنما کر کے دکھاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اپنے پیر کی خواب سنایا کرتے تھے۔ کہ انہوں نے بھوپال، شہر کے باہر ایک فقیر کو دیکھا۔ جو کوڑھی تھا اور اس پر بکثرت مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ خدا ہے۔ انھوں نے بڑے تعجب اور حیرانگی سے پوچھا کہ حضور یہ کیا اس نے جواب دیا کہ میرا اس شہر میں یہ حال ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی خوبصورتی اپنے دل کی صفائی اور پاکیزگی کی وجہ سے دکھائی دیتی ہے۔ انبیاء کے دل چونکہ نہایت صاف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو جو خدا تعالیٰ کی شکل نظر آتی ہے۔ وہ بہت ہی اعلیٰ ہوتی ہے۔ ہاں تو میں نے رؤیاء میں کہا۔ کہ انسان کا قلب شیشہ کی طرح ہے۔ جتنا وہ صاف ہو۔ اتنا ہی اعلیٰ خدا تعالیٰ کی شکل دکھاتا ہے۔ لیکن جس طرح انسان جب دیکھتا ہے کہ شیشہ میلا ہو گیا ہے۔ اور اس میں شکل اچھی طرح نظر نہیں آتی۔ تو اس کو پھینک دیتا ہے (اور یہ کہہ کر میں نے ہاتھ کا شیشہ زمین پر زور سے پھینک دیا کہ اس طرح پھینک دیتا ہے اور اس کے ٹوٹنے کی آواز زور سے آئی) اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اسی طرح جب دل کا شیشہ مکدّر ہو جاتا ہے۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کی شکل اچھی نظر نہیں آتی۔ تو خدا تعالیٰ اس کو پھینک کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ واقعہ میں خدا تعالیٰ کو انسان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ انسان کو خدا تعالیٰ کی ضرورت ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے۔ کہ اپنے تمام اعمال میں خدا تعالیٰ کی رضا مندی کو مدنظر رکھے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس قوم میں سے تھے۔ وہ قریش کی قوم تھی۔ یہ قوم مکہ کے سوا شاذ و نادر ہی کسی اور جگہ تھی۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے پھر مکہ کی وجہ سے باقی تمام عرب کی قوموں پر ان کو فضیلت تھی۔ چونکہ یہ مکہ کے پجاری تھے۔ اسلئے کل عرب ان کا لحاظ کرتا تھا۔ اور پھر کل عرب کے لحاظ کرنے کی وجہ سے غیر قومیں بھی ان کی عزت اور توقیر کرتی تھیں۔ قریش کا سردار دوسرے ممالک کے بادشاہوں سے معاہدات کر لیا کرتا تھا۔ یہ سب کچھ ان کو مکہ میں رہنے کی وجہ سے میسّر تھا۔ اس عزّت اور شان پر نظر کرتے ہوئے ان پر فرض تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے اور اس کے حضور جھک جاتے۔ لیکن تعجب کی بات ہے۔ دنیا کی عادت کو دیکھ کر